حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ'

اہل علم اور طلبۂ علوم دینیہ کی ذمہ داریاں

۲۲۔ شوال ۱۴۱۹ھ کو دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' نے جو تفصیلی خطاب فرمایا اسے مولانا شاکر اللہ صاحب نے ٹیپ ریکارڈ سے نقل کیا ہے وہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

آج ترمذی شریف سے نئے سال کی افتتاح ہوا۔ یہ ہمارے اساتذہ کرام کا طریقہ ہے کہ جس طرح دارالعلوم دیوبند اور دوسرے جامعات میں افتتاح ترمذی شریف سے ہوتا آرہا ہے تو آج یہاں بھی افتتاح ترمذی شریف کی ابتدائی حدیث سے ہوا۔ اللہ اس کو مبارک فرمائے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: العلماء ورثة الانبياء : (یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں)۔

حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب قول میں فرمایا گیا کہ ایک زمانہ آئیگا کہ دنیا کے کونے کونے سے طلباء مدینہ کو علم سیکھنے آئینگے۔ عراق سے، سوڈان سے، مصر سے اور سفر کیوجہ سے انکے اونٹ اور سواریاں لاغر ہوچکی ہونگی اور ان لوگوں کا مقصود حصول علم اور حدیث ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے ساتھ خیر کارویہ رکھو۔ فاستوصوابهم خيرا :

یہ امام مالکؒ کا قول ہے، یا حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے: تو جس طرح حضورؐ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو آج ہم بھی آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ حضور اقدس ﷺ کے دین سیکھنے آئے ہیں، آپ حقیقت میں اللہ اور رسول ﷺ کے مہمان اور تمام اساتذہ بھی آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ہماری تمنا اور خواہش ہے کہ آپکی خدمت کریں تاکہ حضور ﷺ کے فرمان کی اتباع نصیب ہوجائے۔

میرے بھائیو! اس کائنات میں عظیم نعمت علم کی نعمت ہے۔ اور یہ مہتم بالشان نعمت ہے۔ اللہ نے اپنی وحی کی ابتداء تعلیم و تعلم اور درس و تدریس سے کی ہے۔ قرآن پاک کی پہلی وحی میں اسی کا ذکر ہے۔ اقرأ باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقرأ وربک

الاکرم الذی علم بالقلم۔ علم الانسان مالم یعلم۔ اس میں اللہ تعالیٰ اس بات سے آغاز کرتے ہیں کہ پڑھو، اللہ کے نام سے پڑھو۔ یہاں تخلیق کے ساتھ ذکر کیا کہ جس طرح آپ کو پیدا کیا اس طرح تمام کائنات کو پیدا کیا۔ نباتات، جمادات، عناصر اربعہ یہ تمام صفت تخلیق میں آپ کے ساتھ شریک ہیں گویا یہاں عمومی تخلیق کی طرف اشارہ کیا کہ اقرأ باسم ربک الذی خلق کہ اس ذات کے نام سے پڑھو جس نے تم کو پیدا کیا اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور سب کی تربیت کرتا ہے اور ان کو تکمیل اور کمال تک پہنچاتا ہے تو گویا یہاں صفت ربوبیت منشاء تخلیق ہے اور جب علم کا ذکر آتا ہے تو فرمایا : اقرأ وربک الاکرم : یعنی اس پاک ذات کے نام سے پڑھو جو بہت اکرام کرنے والا ہے تو گویا علم کا منشأ صرف ربوبیت نہیں بلکہ وہ رب جو بہت اکرم ہے تو اکرمیت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کو علم دیا گویا منشأ علم صرف ربوبیت نہیں بلکہ اکرمیت بھی ہے اور اکرام یہ ہے کہ اپنے علم سے آپ کو مالامال کیا۔ تمام عناصر اربعہ نباتات، جمادات تخلیق میں آپ کے ساتھ شریک ہیں لیکن آپ کا مابہ الامتیاز علم ہے کہ آپکو علم کی دولت سے مالامال کیا اور یہی وجہ تھی کہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرو۔ فرشتوں جیسی پاک مخلوق کو حکم ہوا کہ وہ انکو سجدہ کریں گویا انسان کو مسجود الیہ ٹھہرایا اور اس پاکیزہ مخلوق سے انسان کا تعظیم کرایا۔ اسکو گارڈ آف آنر (Guard of Honour) کہتے ہیں تو اس کو سجدہ نہیں کہتے بلکہ تعظیم کہتے ہیں۔ جب فرشتوں کو حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو ان فرشتوں نے کہا کہ یہ فساد کرینگے اور مختلف قسم کے شبہات ان کے ذہن میں تھے لیکن اللہ نے فرمایا کہ "انی اعلم مالا تعلمون" یعنی اس کو میں ایک صفت دونگا جو تمام صفات پر حاوی ہو جائے گا اور وہ صفت علم کی صفت ہے :

"انا عرضنا الامانة علی السمٰوت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان" تو وہ امانت کیا تھی جس کو رب کریم نے یہاں ذکر فرمایا ہے تو وہ امانت وحی الٰہی تھی تو وہ علم جو صرف وحی سے مستفاد ہو وہ صرف انسان کے ساتھ تھا۔ کہ تمام کائنات میں اشرف المخلوقات ٹھہرایا اور زمین میں خلیفہ ٹھہرایا، تو ان تمام صفات کا منشأ وہ علم ہے جو انسان کو دیا، لیکن بدقسمتی ہے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے اس علم کو پس پشت ٹھہرایا، نہ اس کو سیکھا اور نہ اس پر

عمل کیا۔ سائنس ، ٹیکنالوجی ، جغرافیہ ، فزکس ، کمسٹری یہ بھی علوم میں شامل ہیں ۔ انبیاء علیھم السلام نے ضمناً انکی طرف بھی اشارہ کیا ہے لیکن اصل علوم جنکی تعلیم انبیاء علیھم السلام نے دی ہے وہ علم وحی کی علم ہے اور قرآن وسنت کی تعلیم ہے جو دنیااور آخرت کی نجات کاذریعہ ہے۔

تو میرے محترم بھائیو! آج کروڑوں انسانوں میں آپ لوگوں کاانتخاب ہوا ہے حالانکہ دنیا میں ہزاروں کروڑوں انسانوں کااس علم سے تعلق نہیں۔ اللہ نے آپ کے والدین کے دلوں میں ڈالا کہ آپ کو علم کی حصول کیلئے بھیج دیں حالانکہ وہ بوڑھے ہیں ان کو آپکی خدمت کی ضرورت ہے لیکن پھر بھی آپ کو یہاں بھیجا تاکہ آپ علم حاصل کریں گویا یہ انتخاب الھی ہے کہ آپ یہاں علم حاصل کرنے آئے ہیں گویا آپ کو اللہ نے اپنے دین کی حفاظت کیلئے چن لیا ہے۔ جس طرح نبوت وھبی شئی ہے یہ کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اگر اربوں انسان مل کر کسی کو نبی بنانا چاہیں تو نہیں بناسکتے۔ اس طرح آپ کی بھی سلیکشن ہوگئی ہے تو جس طرح نبوت وھبی شئی ہے اسی طرح انبیاءؑ کی وراثت بھی وھبی شئی ہے اور طلباء کاانتخاب بھی وھبی ہے۔

آج نہ تو علم حاصل کرنے کیلئے حالات مناسب ہیں ، نہ تحریض ہے۔ مشکلات اور تکالیف ہیں پھر بھی ان حالات میں علم حاصل کرنا اللہ کی مہربانی ہے۔ تو محترم طلباء! جب اللہ نے آپ کو چن لیا ہے تو علم حاصل کرنے میں خوب محنت کریں۔ اس علم کو اپنے اندر جذب کریں اور ساری دنیامیں اس علم کو پھیلائیں اور اس کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے انبیاء علیھم السلام کاوارث آپ لوگوں کو ٹھہرایا۔

دنیامیں جو بڑامالدار ہے وہ قارون کاوارث ہے۔ جو بڑا حکمران ہے وہ ھامان کا جانشین ہے اور ایسے لوگ کلنٹن اور یلسن کے وارث ہیں۔ انکی وراثت صبح تو ہوتی ہے لیکن شام کو ہاتھ سے چلی جاتی ہے اور شام ہوتی ہے تو صبح ختم ہوجاتی ہے۔ جب آپ نبی کے وارث ہیں تو وارث پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو مورث پر ہوتی ہے۔ انبیاء نبوت کا فریضہ تکالیف اور پریشانیوں سے پورا کرتے۔ حضور اقدس ﷺ پر نماز کی حالت میں غلاظت سے بھری ہوئی اوجھڑی رکھی گئی۔ دعوت کے وقت ان پر پتھر برساتے۔ گوبر برساتے، ان کو آروں سے چیرا گیا لیکن وہ اپنے مقاصد پر ڈٹے رہے۔ تو آج آپ بھی ان کے وارث ہیں اس لئے ان نامساعد حالات میں اپنے آپ کو حالات کا

مقابلہ کرنے کیلئے تیار رکھیں۔ چاہئے جس طرح حالات بھی آئیں لیکن اپنے مقصد پر ڈٹے رہیں اور یہ اللہ کی سنت ہے کہ جس کو بڑا منصب دیتا ہے اس کو اتنی ہی تکالیف میں رکھتا ہے۔ مختلف قسم کے امتحانات اللہ کی طرف سے آتے ہیں اور یہ تکالیف آزمائش ہوتی ہیں جو کوئی اس کو برداشت کرتا ہے اللہ اس کو عظیم مرتبہ اور درجہ سے نوازتا ہے۔ امام ابو یوسفؒ فرمایا کرتے تھے کہ علم سراسر عزت ہے اس میں ذلت نہیں۔ لیکن اس کا حصول تکالیف کے بغیر نہیں۔ فرمایا:

العلم عز لاذل فیہ ، یحصل بذل لاعز فیہ۔

تو محترم طلباء! یہ تصور نہ کریں کہ یہاں آنے کے ساتھ ہی راحت شروع ہو جائیگی۔ بلکہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا اور جو تکالیف ہم پر علم کے راستے میں آئیں تو اس میں ہم اپنے اکابرین کو دیکھیں کہ انہوں نے کتنی تکالیف برداشت کیں۔ امام مالکؒ کو میراث میں والدؒ کا کمرہ ملا اور علم حاصل کرنے کے دوران جب ضرورت ہوتی تو ایک چھت کی ایک ایک کڑی بیچتے اور اس پر گزارہ کرتے۔ امام بخاریؒ نے ایسی حالت میں تحصیل علم کی جو بیان سے باہر ہے۔ ایک مرتبہ امام بخاریؒ درس سے غیر حاضر رہے حالانکہ انکی عادت شریفہ یہ تھی کہ کبھی بھی درس سے غیر حاضر نہ رہتے۔ ان کے ساتھیوں کو فکر ہوئی کہ وہ تو درس سے غیر حاضر نہیں رہتے کیا وجہ ہے؟ تو ان کے گھر گئے۔ امام بخاریؒ نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں بند کیا تھا۔ انہوں نے دروازہ پر دستک دی لیکن امام صاحبؒ نے دروازہ نہ کھولا۔ طلباء بار بار دستک دیتے رہے کہ دروازہ کھولیں، لیکن امام بخاریؒ نے دروازہ نہ کھولا اور روکر فرمایا کہ مجھے شرمندہ مت کریں۔ آج میں درس سے اس لیے غیر حاضر رہا کہ میرا ایک ہی جوڑا ہے جس کو میں نے دھولیا ہے اس لیے میں اندر ننگا بیٹھا ہوا ہوں اور اس انتظار میں ہوں کہ خشک ہو جائے تو پھر اس کو پہن کر باہر نکلوں۔ وہ حضرات تو در کنار! قریب کے علماء کا حال سنیں۔ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا گزراہ کیسا تھا۔ ان کا حال بھی سننے کے قابل ہے۔ وہ دھلی میں پڑھتے تھے جب شام ہوتی تھی تو دھلی کے بازار میں سبزیوں کی دکان کے سامنے کھڑے ہوتے اور سبزی فروش جو بیکار سبزی راستے میں پھینکتے تو یہ حضرات ان سبزیوں کو اٹھاتے ان کو دھوتے اور ان کو ابال کر کھاتے۔ گویا ان گلی سڑی سبزیوں پر

ان کا گزارا تھا۔ ان پر صبر کرتے لیکن علم کے حصول میں کمی آنے نہیں دیتے اور علم کے لحاظ سے اس طرح تھے کہ متکلمین کے امام تھے۔ انہوں نے علم کلام ایجاد کیا اور ایسا علم کلام ایجاد کیا کہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ آئندہ پانچ سو سال تک اسلام پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور جو اعتراض کریگا اس کا حل مولانا قاسم نانوتویؒ کی کتابوں میں موجود ہے۔

حضرت والد محترم مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب میرٹھ میں تھا تو وہاں کھانے کا انتظام نہ تھا۔ میرے ساتھ ایک طالب علم نے ایثار کیا اور وہ اپنا کھانا مجھے دیتے تھے اور چھ مہینے کے بعد پتہ چلا کہ وہ خود فاقہ کرتے لیکن اپنا کھانا مجھے دیتے تھے اس لئے حضرتؒ اپنی خصوصی دعاؤں میں اس کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے کہ وہ ان کے حصول علم کا سبب بنے۔ تو میرے محترم بھائیو! اپنے آپ کو تکالیف اور شدائد کیلئے تیار رکھو۔ حالانکہ آجکل وہ مجاہدے اور تکالیف نہیں جو گذشتہ زمانے میں تھے۔ پرانے زمانے میں دارالعلوم حقانیہ میں پنکھے نہ تھے، نہ سردی سے بچنے کا کوئی خاص ذریعہ تھا۔ بعد میں ہم نے اپنی مصرف سے اس میں پنکھے لگائے تاکہ طلباء کو سہولت ہو۔ بہر حال آج وہ مجاہدے نہیں لیکن پھر بھی جو تکالیف سامنے آئیں ان پر صبر کریں اور ان کو خوشی بر داشت کرو۔

محترم طلباء! آج اگر آپ لوگ دیکھیں گے تو معاشرہ میں سب سے آسودہ حال لوگ طلباء و علماء ہیں۔ طلباء کو کھانا تیار ملتا ہے۔ ان کو پتہ نہیں کہ کہاں سے آتا ہے لوگ مشقت برداشت کرتے ہیں۔ تکالیف میں رہتے ہیں۔ رزق کے حصول کیلئے گھروں کو چھوڑ رکھا ہے لیکن اس معاملہ میں آپ بالکل بے خبر ہیں اور یہ محض اللہ کی مہربانی ہے کہ آپ لوگوں کو علم کے حصول کیلئے تمام چیزوں سے اور ضروریات سے بے پرواہ کرادیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے تھے کہ میری عمر پندرہ سال کی تھی تو میں اپنے والد کے ہمراہ حج کو گیا میں نے منیٰ یا عرفات میں ایک بزرگ شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کے گرد جمع ہیں۔ درمیان میں ایک کتاب رکھی ہوئی میں نے اپنے والدؒ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں تو فرمایا کہ یہ صحابی رسول عبداللہ بن جذء ہیں اور احادیث بیان کررہے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے پہلی حدیث سنی وہ فرمارہے تھے کہ جو شخص علم کے حصول کیلئے

زندگی وقف کرے اللہ اس کو رزق سے مستغنی کر دیتا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ اول حدیث تھی کہ صحابی سے سنی۔

میرے بھائیو! علم کے حصول میں سب سے اہم اور بنیادی چیز تصحیح نیت ہے کہ محض اللہ کی رضا مقصود ہو۔ علم سے قضا، افتاء امامت، دنیا کا منصب مقصود نہ ہو بلکہ مقصد یہ ہو کہ اس علم کو سیکھیں اور تمام دنیا میں اسکی روشنی پھیلائیں۔ قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ہے: "فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون" یعنی علم سے مقصود اللہ کی مرضیات معلوم کریں اور اس پر عمل کریں اور پھر دنیا کو جائیں اور وحی الٰہی سے لوگوں کے دلوں کو منور کریں، لیکن سب سے پہلے اپنے آپ میں علم کا جذب کرنا ضروری ہے۔ اس کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس کا مفہوم یہ ہے: کہ زمین کی تین قسمیں ہیں ایک قسم کی زمین وہ ہے جس پر بارش ہوتی ہے تو وہ زمین خوب جاذب ہے اس لئے بارش کے پانی کو خوب اپنے اندر جذب کر دیتی ہے اور پھر اس زمین سے سبزہ کی خوب نشو و نما ہوتی ہے۔ دوسری قسم کی زمین وہ ہے جو پانی کو جذب نہیں کرتی لیکن پانی کو جمع کر دیتی ہے جس کے ذریعہ دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور تیسری قسم کی زمین وہ ہے جو نہ تو پانی کو جمع کرتی ہے نہ جذب کرتی ہے بلکہ پانی اس کے اوپر چلا جاتا ہے اور اس قسم کی زمین سے نہ اسکی ذات کو فائدہ پہنچتا ہے اور نہ اس سے دوسروں کو پہنچتا ہے۔ تو ایسی مثال طالب علم کی بھی ہے۔ بعض طالب علم ایسے ہوتے ہیں کہ وحی الٰہی کو سیکھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں لیکن پہلے سے یہ علوم نہ تھے اور اس کے اخلاق و عادات درست نہ تھے لیکن جب علوم نبوی کو اپنے اندر جذب کیا تو اس کے اخلاق و عادات، اعمال، شکل و شباہت سب سرسبز و شاداب ہوئے۔ تو انسان کیلئے حیات روحانی وحی ہے پس جب طالب علم نے علم سیکھا تو اس کا سارا نقشہ بدلا، اس کے اخلاق، اس کا لباس، اسکی وضع ورفع اور لوگ اس کو دیکھیں تو اللہ یاد آجائے۔ اسی طرح دوسری قسم کی زمین میں صرف پانی جمع رہتا ہے حالانکہ وہ زمین نشو و نما نہیں کر سکتی اسی طرح بعض طالب علم بھی دوسرے درجے کے ہوتے ہیں کہ خود تو اس پر عمل نہیں کرتے لیکن علم کو پورا حاصل کرتے ہیں پھر اس علم کو دنیا میں پھیلاتے ہیں۔

تالیف، تصنیف کے ذریعے، تبلیغ کے ذریعہ اور مختلف ذریعوں سے علم کی اشاعت کرتے ہیں۔
تیسری قسم کی زمین پتھریلی زمین ہے جو پانی کو نہ جمع کر سکتی ہے نہ جذب کر سکتی ہے۔ تو بعض طالب علم بھی تیسرے درجے کے ہوتے ہیں کہ نہ علم سیکھتے ہیں اور نہ اس کو پھیلاتے ہیں تو اللہ ہمیں پہلے نمبر کا طالب علم بنائے لیکن یہ تب ہو گا کہ ہماری نیت صحیح ہو۔ اور جب نیت صحیح ہو گی تو ہم میں للھیت پیدا ہو گی اور اخلاص اور تقویٰ نصیب ہو گا۔ ہمارے مفتی محمد فرید صاحب فرماتے تھے کہ جب ان کو دارالعلوم میں بلا رہے تھے وہ دوسرے مدرسہ میں تھے۔ شرح جامی پڑھاتے تھے۔ مولانا نے کہا کہ اس مدرسہ کو چھوڑ کر یہاں آؤ۔ تو مفتی صاحب نے مجھے فرمایا کہ میں پریشان تھا کہ جاؤں یا نہ جاؤں۔ تو خواب دیکھا کہ دارالعلوم کے گیٹ پر بڑا دروازہ بنا ہے اس پر بینر لگا ہوا ہے اور اس پر لکھا ہے کہ "من دخلہ کان امنا" کہ جو دارالعلوم میں داخل ہو وہ امن میں رہے گا۔ اس وجہ سے میں یہاں دارالعلوم آیا۔

دنیا فتنوں کی جگہ ہے۔ "ظہر الفساد فی البر والبحر" دارالعلوم میں علمی اور درس کا ماحول ہے۔ ترکی کے طلباء استنبول سے آئے ہیں نوجوان ہیں۔ استنبول دارالخلافہ تھا خلافت عثمانیہ کا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کراچی، لاہور، اسلام آباد اور پاکستان کے دیگر کئی مدارس دیکھے لیکن وہاں یہ سکون اور ماحول نہ تھا۔ ہم دینی ماحول چاہتے ہیں۔ جب یہاں آئے تو ایک سکون محسوس کیا۔ یہ دینی ماحول اور ایسے اساتذہ کو غنیمت سمجھیں۔ اس لئے وقت کی قدر کریں۔ ایک منٹ دوبارہ نہ آئیگا۔ ہمارے ایک بزرگ تھے وہ کہتے تھے کہ وقت کی قضا نہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق الاوقات دو چیزیں ہیں۔ حقوق اللہ کی قضا ہے۔ ظہر کا وقت ہے جب فوت ہو جائے تو ادا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ گناہ ہے لیکن قضا ہے۔ روزہ ہے فوت ہوا اللہ کا حق ہے۔ شوال میں دوبارہ رکھو۔ حج فوت ہوا دوسرے سال اس کو ادا کر لو گے۔ جہاد کو نہ چلے تو آئندہ موقع پر جہاد کو چلے جاؤ گے۔ لیکن وقت کا حق یہ ہے کہ صحیح مصرف میں اسکا استعمال کر ہو۔ ظہر کا سارا وقت ضائع ہوا تو اسکی قضا نہیں وہ چلا گیا۔ وقت انسان کو ختم کرتا ہے۔ ایک بزرگ کہتا ہے : "الوقت سیف اما تقطعہ او یقطعک" یا تو تم اسکی حفاظت کر لو گے۔ سبق پڑھا۔ گھنٹہ کو ضائع نہ کیا تو گویا اس کو محفوظ کیا، اسکی حفاظت

ی۔ قربانی کیلئے اپنے آپ کو تیار کریں۔تکالیف آئیں گی کھانا نہ ملے گا کبھی پینے کا پانی نہ ملے گا۔ کبھی نمک زیادہ ہو گا کبھی کم ہو گا۔ شکر کریں، کہ اللہ نے لوگوں کے دلوں میں بات ڈالی ہے کہ اپنے آپ کو بھوکا چھوڑتے ہیں اور مدرسے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں کہ اپنے آپ کو بھوکا رکھتے ہیں اور مدرسے کو بھیجتے ہیں تاکہ طالب علم اس سے سبق پڑھیں تو تم شکر گزار نہیں بنتے۔ "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" تو جب ان کا شکریہ ادا نہ کرو گے تو اللہ کا شکر ادا نہ کر سکو گے۔ البتہ سب سے بڑا شکر یہ ہے کہ وقت کا صحیح استعمال ہو کیونکہ وقت دوبارہ نہ ملے گا۔ یہاں دار العلوم میں ایک ایک منٹ بہت قیمتی ہے اور اگر یہ وقت ضائع ہوا تو پھر اس کا تدارک ممکن نہیں ہے اس بات پر بھی شکر کرو کہ اللہ نے عظیم الشان اساتذہ سے آپ لوگوں کو نوازا ہے جس طرح دیوبند میں اللہ نے اساتذہ کو جمع کیا تھا جو زھد و تقویٰ کے پہاڑ تھے اور آپ کے اساتذہ نے بھی اپنی تمام زندگیاں آپ کیلئے وقف کیں ہیں۔ اور ان کا مقصود صرف اور صرف اللہ کی رضا ہے، اس وجہ سے ان کا فیض پھیل رہا ہے۔ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ یہ اساتذہ کرام کتنے کم روپوں میں گزارا کرتے ہیں حالانکہ انہیں ہزاروں روپوں کی پیش کش ہوتی ہے لیکن یہ ان سے معذرت کرتے ہیں کہ یہاں دار العلوم میں طلباء کو زیادہ فائدہ پہنچتا ہے اور اسی جذبے کے تحت یہ اساتذہ کرام یہاں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ تو جس طرح کے اساتذہ کرام سے اللہ نے آپ کو نوازا ہے اسی طرح کا ماحول بھی اللہ نے دیا ہے۔ دار العلوم جیسا ماحول بہت کم جامعات کو نصیب ہوا ہے۔ دار العلوم امن کا ایک جزیرہ ہے۔ راحت اور سکون کا جزیرہ ہے۔ باہر شہروں میں دیکھیں گے تو فتنے اور فسادات ہیں۔ ہر طرف بے حیائی ہے۔ جلسے ہیں، سیاست ہے، لیکن دار العلوم کو اللہ نے جزیرہ امن ٹھہرایا ہے، اس لئے اس کی قدر کرو، یہاں ایک روحانی ماحول ہے۔ وہ دوسری جگہ ملنا مشکل ہے۔ تو جب اللہ نے آپ کو ایسا ماحول مہیا کیا اور ایسے اساتذہ سے نوازا تو اب ضروری بات یہ ہے وقت کی قدر کرو، ایک ایک منٹ قیمتی ہے جو کبھی بھی دوبارہ نہ آئیگا۔ (جاری ہے)